اصحاب حسینؑ کا جذبہ وفاداری

ڈاکٹر عباس حیدر زیدی*
abbaspsc@yahoo.com

کلیدی کلمات: بیعت، اصحاب حسینؑ، ابن زیاد، عمر ابن سعد، لشکر عمر سعد

خلاصہ

حسینی جانثاروں نے تاریخ پر اپنی شہادت کے ذریعے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں ۔یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے امام سے نصرت کا وعدہ احسن طریقے سے پورا کرتے ہوئے شہادت کو گلے لگا لیا اور رہتی دنیا تک وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کر گئے۔ یزید نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ حسین ابن علی اور چند دوسرے افراد سے بیعت لو اور اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر قلم کر کے بھیج دو۔اس وقت تک سوائے چند لوگوں کے تمام حجاز، یمن اور شام و کوفہ نے یزید کی بیعت کر لی تھی، لیکن یزید نے اپنی ہٹ دھرمی سے ان سے بھی بیعت لینے کے لئے دباؤ ڈالا۔ حضرت امامؑ نے بیعت سے انکار کر دیا اور اپنے عزیزوں اور ساتھیوں کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں امامؑ کو پتا چلا کہ دشمن یہاں بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ للذا آٹھ ذوالحجہ کو شہر کوفہ کی طرف چل پڑے۔اس وقت اصحاب حسینی نے مختلف موقعوں پر جن جذبات کا اظہار کیا اور جو کردار ادا کیا، اُس سے اُن کے جذبہ وفاداری کا پتا چلتا ہے۔اپنے انہی اصحاب کی گفتگو سن کر حضرت امام نے اپنی بہن جناب زینب کو تسلی دی کہ یہ میرے ساتھ ہیں اور اصحاب حسینی نے بھی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر کہا کہ اب یہ تلواریں نیام میں نہیں جائیں گی جب تک یہ ان کے دشمنوں پر نہ چل جائیں۔اصحاب امامؑ کے جوش و ولولہ کو ہم اپنے الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے سر جھکانے کے بجائے سر کٹانے کو ترجیح دی۔اصحاب حسینی کی شہادت کے موقع پر حضرت امامؑ نے ان سے جو کلمات ادا کیے وہ بھی تاریخ میں محفوظ ہیں ۔اس مقالے میں جہاں اصحاب حسینی کے جذبہ کا ذکر کیا گیا ہے وہاں امام عالی مقام کی طرف سے بھی ان تاریخی کلمات کو پیش کیا گیا ہے جو امام نے اپنے باوفا اصحاب کے بارے میں ادا کئے تھے۔

مقدمہ

حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو جانثار صحابی میسر آئے ،انہوں نے تاریخ پر اپنی شہادت کے ذریعے انمٹ نشانات چھوڑے اور کربلا کی تاریخ ان کے مقدس خون سے رقم کی گئی۔ ہم نے اس مقالے میں حسینی اصحاب کے جذبہ وفاداری کو تاریخ سے اخذ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس بات کو اجاگر کیا ہے کہ ان میں یہ جذبہ وفاداری اس حد تک تھا کہ انہوں نے اپنے امام کی نصرت کرنے کا جو وعدہ کیا اسے احسن طریقے سے پورا کیا اور رہتی دنیا تک وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کر گئے۔

یزید بن معاویہ نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی سب سے پہلے یہ حکم مدینہ کے حاکم ولید بن عتبہ کو بھیجا تھا کہ حسین ابن علی علیہ السلام، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے بیعت لو اور اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر قلم کر کے میرے پاس شام بھیج دو۔ یہ ایک ایسی صورتحال تھی کہ یزید کی بیعت تمام حجاز، یمن اور شام و کوفہ کے شہر والوں نے کر لی تھی لیکن چند لوگوں ہی نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا تھا لیکن یزید نے اپنی ہٹ دھرمی سے انہیں بھی اپنی بیعت کروانے کے لئے دباؤ ڈالا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیعت سے انکار کر دیا اور اپنے اعزہ و اقرباء اور چند ساتھیوں کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ میں چند ماہ قیام کے دوران حضرت امام حسین علیہ السلام کو اندازہ ہو گیا کہ ان کے دشمن یہاں بھی ان کا

---

* ۔پی۔ایچ۔ڈی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی۔

پیچھا نہیں چھوڑیں گے لہٰذا آٹھ ذوالحجہ کو شہر کوفہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔اب ہم اصحاب حسینی کے ان جملوں کو بیان کرتے ہیں کہ جو انہوں نے مختلف موقعوں پر کہے اور جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے امام کی نصرت کا جو وعدہ کیا اسے احسن طریقے سے پورا بھی کیا۔

حضرت مسلم بن عقیلؑ جب کوفہ آئے تو انہوں نے حضرت مختار ثقفی کے یہاں قیام کیا۔لوگ جوق درجوق آنے لگے اور حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔عابس بن ابی شبیب شاکری جو اس مجمع میں موجود تھے ،اُٹھے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: " أما بعد فانّي لا أخبرك عن الناس ... ولأضربن بسيفي دونكم حتى ألقى الله لا أريد بذلك الا ما عند الله۔" یعنی: "اے کوفہ والوں ! مجھے آپ کے بارے میں کچھ نہیں کہنا ہے ، میں نہیں جانتا کہ تمہارے دل میں کیا ہے، نہ میں آپ حضرات کو فریب دینا چاہتا ہوں لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ میرے ضمیر کی آواز ہے اور اسی کو تسلیم کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میں پورے طریقہ سے تیار ہوں جب بھی میری ضرورت پڑے گی میں دریغ نہیں کروں گا، آپ کی رکاب میں اس شمشیر کے ساتھ جو کہ میرے ہاتھ میں ہے دشمنوں سے جنگ کروں گا اس سے میرا مقصد رضائے خدا اور اس کی جزا ہے۔" (1)

عابس بن ابی شبیب شاکری وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور عاشور کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی اور وفاداری کی مثال قائم کر گئے۔

جب امام حسین علیہ السلام کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو دوران راستہ ایک خط اپنے مخلص ساتھی "قیس بن مسہر صیداوی" کے ذریعے اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا۔اس وقت شہر کوفہ کی ناکہ بندی کردی گئی تھی اور اس شہر تک پہنچنے والے تمام راستے حکومت کی سخت نگرانی میں تھے۔ان حالات میں قیس بن مسہر معاویہ ویزید اور ابن زیاد کے بڑے طرفدار حصین بن نمیر کے ہاتھوں گرفتار کرلیے گئے۔جب ان سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط لینے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اس خط کو پارہ پارہ کردیا۔جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا"میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ اس خط کے مضمون اور یہ کہ یہ خط کس کو لکھا گیا ہے آگاہ ہو جاؤ۔"انہیں ابن زیاد کی طرف بھیجا گیا۔اس نے انہیں حکم دیا کہ منبر پر جاکر حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر (نعوذ باللہ) لعنت کرے۔انہوں نے قبول کیا اور منبر پر جاکر اس طرح کہنے لگے: "اے لوگوں ! بے شک حسین بن علی علیہ السلام فرزند زہراؑ ہیں اور وہ سب لوگوں سے افضل و بہتر ہیں اور میں ان کا قاصد ہوں۔"

انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران زیاد اور عبید اللہ بن زیاد پر لعنت کی اور حضرت علی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا۔انہیں دارالامارہ لے جایا گیا اور اس کی چھت سے نیچے گرا کر شہید کردیا گیا۔قیس بن مسہر کو جو ذمہ داری دی گئی تھی انہوں نے اسے احسن طریقہ سے ادا کیا اور وہ پیغام جو امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کو دیا تھا اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پہنچادیا۔انہیں معلوم تھا کہ کس جگہ تقیہ بہتر ہے اور کہاں تقیہ نہیں کرنا چاہئے۔

ان کے اس طرح اپنے کام کی انجام دہی کی بناء پر ہی اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ کی جانب سے لکھے جانے والے خطوط کی وجہ سے مکہ سے نکل کر شہر کوفہ کے بالکل نزدیک پہنچ چکے ہیں۔طبری کے مطابق جب طرماح کے ساتھ چار افراد عمرو بن خالد، سعد، مجمع اور نافع بن ہلال کوفہ سے روانہ ہو کر مقام "عذیب الجهانات" پر ملے تو ان لوگوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کے خیالات پوچھے۔ان لوگوں نے کوفہ کے حالات بیان کرتے ہوئے امام کے قاصد قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی اطلاع دی جس پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی:

" فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۔کچھ نے اپنا وعدہ پورا کردیا اور کچھ اس کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے وعدے میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔" (2)

پھر آپؑ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: "اے اللہ ! ہمیں اور انہیں جنت عطا فرما اور ہمیں اور ان کو اپنے جوار رحمت میں اکھٹا کرتے ہوئے اپنا ذخیرہ شدہ بہترین ثواب عطا فرما۔" یعنی حضرت مسلم بن عقیلؑ اور قیس بن مسہر کی شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے نزدیک اپنے عہد سے وفا تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی کہ انہیں اور ہمیں جنت میں ایک ساتھ رکھ اور ہمیں جنت میں اپنی نعمتوں سے نواز۔

کربلا میں ایک بار جب تشنگی کی شدت میں اضافہ ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت عباس علیہ السلام کو بلایا اور تیس سوار بیس پیادہ سپاہیوں کے ساتھ پانی لانے کے لئے روانہ کیا۔ اس جماعت کے ساتھ بیس مشکیں تھیں۔ یہ رات کے وقت فرات کے کنارے پہنچ گئے۔ نافع بن ہلال مخصوص پرچم لئے آگے آگے چل رہے تھے۔ وہاں موجود یزیدی لشکر میں عمرو بن حجاج نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ اس پانی سے پیاس بجھانے آیا ہوں جس سے ہمیں محروم رکھا گیا ہے۔ اس نے کہا: پیو تمھیں گوارا ہے۔ نافع نے کہا: "خدا کی قسم میں اس وقت تک پانی نہیں پی سکتا جب تک حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب پیاسے ہیں۔" یہاں نافع اپنے آقا و مولا کے ایسے فرمانبردار اور مطیع نظر آتے ہیں کہ امامؑ کی محبت میں اپنی پیاس کو بھی کچھ اہمیت نہیں دیتے اور جبکہ ان کو دشمنوں نے اجازت دی کہ وہ پانی پی سکتے ہیں لیکن یہ پانی ان کے امامؑ کے لئے نہیں ہے تو وہ اس پانی پینے کو بھی اپنے اوپر حرام تصور کرتے ہیں کہ جب میرے مولاؑ پیاسے ہیں تو میں بھی ان کے بغیر ہرگز پانی نہیں پی سکتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے نویں محرم کے دن دشمن نے مہلت ملنے کے بعد غروب آفتاب سے قبل (یا مغرب کے بعد) خاندان ہاشم اور اپنے اصحاب کے سامنے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا:

"أما بعد۔ فاني لا أعلم أصحابا أصلح منكم ولا أهل بيت أبر، ولا أفضل من أهل بيتي، فجزاكم الله جميعا عني خيرا۔ اما بعد ! میں نے اپنے اصحاب سے بہتر اصحاب کہیں نہیں دیکھے اور نہ کسی کے اہل خانہ اپنے اہل بیتؑ سے بڑھ کر باوفا اور حق شناس پائے۔ خدا آپ سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا عنایت کرے۔" (3)

آپؑ نے اپنے اسی خطبہ میں اپنے اصحاب کو اجازت دی کہ وہ انہیں چھوڑ کر چلے جائیں۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"میرے نانا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے عراق بلایا جائے گا اور میں عمورا اور کربلا نامی ایک مقام پر ٹھہروں گا اور یہیں شہید کر دیا جاؤں گا۔ اب اس شہادت کا وقت آ پہنچا ہے۔ میرے خیال میں کل ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا دن ہوگا۔ میں آپ سب کو چلے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ میں نے آپ سب پر سے اپنی بیعت اٹھالی ہے اور اب آپ لوگوں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ رات کی تاریکی نے آپ سب کو چھپایا ہوا ہے، اس سے فائدہ اٹھایئے۔ آپ میں سے جو شخص میرے اہل بیتؑ میں سے کسی ایک کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ یہاں سے چلا جائے۔ خدا آپ سب کو جزائے خیر عطا عنایت فرمائے۔ آپ سب اپنے اپنے علاقوں اور شہروں کی طرف چلے جایئے۔ یہ لوگ میرے درپے ہیں اور اگر مجھے مار لیں تو دوسروں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے یہ پیشکش گویا اپنے اصحاب کی آخری آزمائش تھی۔ امام حسین علیہ السلام کے اس خطبہ کے جواب میں اصحاب حسینی نے جس جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا وہ ان کے کلمات سے ظاہر ہے۔ ہم یہاں ان کے کلمات کو پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے آپؑ کے بھائی حضرت عباس علیہ السلام نے فرمایا: "لا أرانا الله ذلك ابدا (خدا کبھی ایسا دن نہ دکھائے) کہ ہم آپؑ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جائیں۔" (4) ان کے بعد بنی ہاشم کے تمام ہی افراد نے حضرت عباس علیہ السلام کی گفتگو دہرائی۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت عقیل علیہ السلام کے صاحبزادوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: "تم لوگوں کی طرف سے مسلمؑ کی قربانی کافی ہے، تم لوگ چلے جاؤ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں"۔ انہوں نے جواب دیا:

"فقد أذنت لكم... حتى نرد موردك فقبح الله العيش بعدك! "

یعنی: "اگر ہم لوگ چلے گئے اور ہم سے پوچھا گیا کہ اپنے مولا و آقا کو چھوڑ کر کیوں چلے آئے، تو ہم کیا جواب دیں گے؟ نہیں، خدا کی قسم ہم ہر گز ایسا نہیں کریں گے، بلکہ اپنا مال و دولت، جان اور اپنی اولادیں آپؑ کی راہ میں قربان کر دیں گے آخری دم تک آپ کی رقاب میں رہتے ہوئے جنگ کریں گے۔" (5)

اسی موقع پر حضرت مسلم بن وعوسجہ نے بھی خطاب کیا اور کہا:

"أنحن نخلی عنك ولما نعذر الی الله فی أداء حقك أما والله حتی أكسر فی صدورهم رمحی وأضربهم بسیفی ما ثبت قائمه فی یدی ولا أفارقك ولو لم یكن معی سلاح أقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة دونك حتی أموت معك۔

ہم کیسے آپؑ کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیں؟ اس صورت میں خدا کے حضور کیا عذر پیش کریں گے؟ خدا کی قسم میں آپؑ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اپنے نیزے سے آپؑ کی دشمنوں کے سینے چھید ڈالوں گا اور جب تک تلوار ہاتھ میں ہے، ان سے جنگ کروں گا اور گر کوئی اسلحہ نہ رہا تو پتھروں سے ان پر حملہ کروں گا، یہاں تک کہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دوں۔" (6)

امام حسین علیہ السلام کے ایک صحابی سعید بن عبد اللہ نے بھی اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا:

"لا والله یا ابن رسول الله لا نخلیك ابدا حتی یعلم الله انا قد حفظنا فیك وصیة رسوله محمد صلی الله علیه وآله وسلم والله لو علمت انی اقتل فیك ثم أحیا ثم أحرق حیا ثم اذری یفعل ذلك بی سبعین مرة ما فارقتك حتی القی حمامی دونك وكیف لا افعل ذلك وانما هی قتلة واحدة ثم؟؟ نال الكرامة التی لا انقضاء لها ابدا۔

خدا کی قسم! ہم ہر گز آپؑ کی مدد ترک نہیں کریں گے، تاکہ خدا کے حضور ثابت کر سکیں کہ ہم نے آپؑ نے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کے حق کا لحاظ رکھا ہے۔ خدا کی قسم گر مجھے معلوم ہو کہ ستر مرتبہ مارا جاؤں گا اور ہر مرتبہ میرے جسم کو جلا کر راکھ کرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا تب بھی میں آپؑ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا اور ہر مرتبہ زندہ ہونے کے بعد آپؑ کی مدد کروں گا، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ موت صرف ایک ہی مرتبہ آئے گی اور اس کے بعد اللہ کی لازوال نعمتیں ہیں۔" (7)

آپؑ کے ایک اور صحابی زہیر ابن قین نے یوں گفتگو کی:

"والله لوددت أنی قتلت ثم نشرت ثم قتلت حتی أقتل هكذا ألف مرة، وأن الله تعالی یدفع بذلك القتل عن نفسك، وعن أنفس هؤلاء الفتیان من أهل بیتك۔

اے فرزندؑ رسول ﷺ! خدا کی قسم میں تو چاہتا ہوں کہ آپؑ کی حمایت میں ہزار بار مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں اور ہر بار میری یہ آرزو ہو کہ میرے مارے جانے سے آپؑ یا ان بنی ہاشم کے کسی جوان کی جان بچ جائے۔" (8)

اسی اثناء میں امام حسین علیہ السلام نے ایک صحابی محمد بن بشیر حضرمی کو خبر ملی کہ ان کا بیٹا قید کر لیا گیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تم میری طرف سے آزاد ہو، جاؤ اور اپنے بیٹے کو چھڑانے کی کوشش کرو۔ محمد بن بشیر نے فرمایا:

"خدا کی قسم میں کسی بھی صورت میں آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ اگر میں آپ کا ساتھ چھوڑ دوں تو جنگل کے درندے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی غذا بنالیں۔" (9)

امام حسین علیہ السلام نے چند قیمتی لباس انہیں دیئے تاکہ وہ یہ لباس ان لوگوں کے حوالے کر دیں جو ان کے بیٹے کو چھڑانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بنی ہاشم کے افراد اور اپنے جانثار اصحاب کے کلمات سنے تو فرمایا: "خدا تم سب کو بہترین جزا عنایت فرمائے۔" پھر

فرمایا: ''میں کل مارا جاؤں گا اور آپ سب بھی مارے جائیں گیء، کوئی ایک بھی نہ بچے گا یہاں تک کہ قاسمؑ اور شیر خوار عبداللہؑ بھی باقی نہیں رہیں گے۔'' یہ سن کر آپؑ کے اصحاب نے ہم آواز ہو کر کہا:

''الحمد للہ الذی أکرمنا بنصرك، وشرفنا بالقتل معك، أو لا (۲) نرضی أن نکون معك فی درجتك یا بن رسول اللہ۔

ہم بھی خدا کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں آپؑ کی مدد کی توفیق دے کر فضیلت بخشی اور آپؑ کے ہمراہ شہادت دے کر عزت و شرافت عنایت کی۔اے فرزندؑ رسول ﷺ! کیا ہم اس بات پر خوش نہ ہوں کہ جنت میں آپؑ کے ساتھ رہیں گے۔'' (10)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو اجازت دی کہ وہ انہیں چھوڑ کر چلے جائیں لیکن ان کے اصحاب نے کمال جرأت و بہادری سے کہا کہ ہم آپؑ کو چھوڑ کر ہر گز نہیں جائیں گے اور وہ الفاظ ادا کیے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ان جملوں میں اپنے امامؑ سے محبت کا جذبہ اس قدر شدید ہے کہ وہ یہ جملے ادا کرتے ہیں کہ اگر اپنی ایک جان کے علاوہ ان کو ایسی ہی ہزار جانیں قربان کرنا پڑیں تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔انہیں جب امام حسین علیہ السلام نے شہادت کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا کہ وہ امامؑ کے ساتھ جنت میں رہیں گے۔انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہادت کو اپنے لئے عزت و شرافت کا باعث سمجھا۔یہی وہ معیار ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحابِ حسینی میں فکرِ حسینی سماگئی تھی۔

شب عاشور اصحاب حسینی میں ہلال بن نافع جو امام حسین علیہ السلام کو اکیلے خیموں سے دور جاتا دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے کہ کہیں کوئی امامؑ کو گزند نہ پہنچادے،آپ کے پاس تشریف لائے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے چاند کی روشنی میں نظر آنے والی پہاڑیاں نافع کو دکھائیں اور ان سے فرمایا: ''کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ رات کی تاریکی میں ان پہاڑیوں کے درمیان چھپ کر اپنی جان بچالو؟'' نافع بن ہلال امامؑ کے قدموں میں گر پڑے اور فرمایا:

''میری ماں میری موت کا ماتم کرے۔میں نے یہ تلوار ہزر درہم میں خریدی ہے اور یہ گھوڑا بھی ہزار درہم میں خریدا ہے۔اس خدا کی قسم جس نے آپ کی محبت عنایت کرکے مجھ پر احسان کیا ہے،جب تک اس تلوار کی دھار باقی ہے اور جب تک یہ گھوڑا چور نہیں ہو جاتا میں آپؑ کے ساتھ رہوں گا۔''

نافع بن ہلال جو آپؑ کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے یہ عہد کیا کہ وہ آپؑ کو تنہا چھوڑ کر ہر گز نہیں جائیں گے چاہے اس کی بناء پر ان کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔روز عاشور انہوں نے بھی شہادت پائی۔حضرت امام حسین علیہ السلام سے شب عاشور ان کی بہن حضرت زینبؑ نے عرض کیا کہ:

''اے بھائی! کیا آپؑ نے اپنے اصحاب کا امتحان لے لیا ہے؟ کیا ان کی نیت اور استقامت کو جانچ لیا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ سختی پڑنے پر یہ آپؑ سے دست کش ہو جائیں اور آپؑ کو دشمنوں کے درمیان تنہا چھوڑ دیں۔'' تو امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا:

''واللہ لقد بلوتھم، فما وجدت فیھم الا الأشوس الأقعس، یستأنسون بالمنیة دونی استئناس الطفل الی محالب أمه۔

خدا کی قسم! میں نے انہیں آزمالیا ہے۔یہ سب شجاع اور ثابت قدم ہیں۔یہ لوگ میرے ہمراہ مارے جانے کے ایسے ہی مشتاق ہیں جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے دودھ کا مشتاق ہوتا ہے۔'' (11)

یہ گفتگو نافع بن ہلال نے سنی تو حبیب ابن مظاہر کے پاس آئے اور بھائی بہن کی گفتگو سنائی۔حبیب ابن مظاہر نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور خیموں کے نزدیک آکر کہا:

''اے رسول ﷺ کی بیٹیوں اور اے حرم رسول خدا ﷺ! یہ آپ کے جانثار اپنی بے نیام تلواروں کے ساتھ حاضر ہیں۔ہم نے عہد کیا ہے کہ یہ تلواریں اس اس وقت تک نیام میں نہیں جائیں گی جب تک یہ آپؑ کے دشمنوں کی گردنوں پر نہ چل جائیں۔اور آپ کے غلاموں کے ہاتھ میں موجود یہ لمبے اور نیزے ہیں، ہم نے قسم کھائی ہے کہ آپؑ کے دشمنوں کے سینے توڑے بغیر یہ نیزے نیچے نہیں جھکیں گے۔''

اصحاب حسینی میں جو جذبہ وفا موجزن تھا اس کی بنا پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن جناب زینبؑ کو تسلی دی کہ یہ میرے ساتھ ہیں اور اصحاب حسینی نے بھی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر کہا کہ اب یہ تلواریں نیام میں نہیں جائیں گی جب تک یہ ان کے دشمنوں پر نہ چل جائیں۔اس جوش و ولولہ کو ہم اپنے الفاظ میں ادا کرنے سے قاصر ہیں کہ حسینی اصحاب میں کس درجہ کا جوش و ولولہ پیدا ہو چکا تھا کہ وہ اپنی جان حضرت امام حسین علیہ السلام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔انہوں نے سر جھکانے کے بجائے سر کٹانے کو ترجیح دی۔شب عاشور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے خیموں میں عجیب جوش و ولولہ تھا۔کوئی اسلحہ تیار کر رہا تھا، کوئی اللہ کی عبادت اور اس کے ساتھ مناجات میں مشغول تھا اور کوئی قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔

عاشور کے دن جب عمر بن سعد کی فوج خیموں کی طرف بڑھی تو مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ شمر کا قصہ تمام کر دیں لیکن امام حسین علیہ السلام نے انہیں اس سے باز رکھا۔عرض کیا :اجازت دیجئے کہ اس فاسق اور ستمگر کے سرغنہ کا کام تمام کروں۔بہترین موقع ہے۔امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:"ایسا نہ کرو مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ اس گروہ سے میں جنگ میں پہل کروں۔"اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جنگ کرنے میں کبھی بھی پہل نہیں کی جائے جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ جنگ پہل کروں تو یہ حضرت مسلم بن عوسجہ کی فرمانبرداری تھی کہ انہوں نے اپنے امامؑ کی اطاعت میں اپنی فکر کو بھی اطاعت امامؑ کے لئے آمادہ کیا اور جنگ میں پہل نہیں کی۔

جب عاشور کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام اور لشکر یزید کے درمیان جنگ کا آغاز ہوا عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیموں کی طرف تیر پھینک کر اپنے سپاہیوں سے بولا :امیر کے سامنے گواہی دینا کہ (حسینؑ ابن علیؑ کی طرف)سب سے پہلا تیر میں نے پھینکا ہے۔یہ منظر دیکھنے کے بعد لشکر یزید نے اہل حرم کے خیموں کی طرف تیر پھینکنے شروع کر دیئے۔اس وقت اصحاب حسینی میں سے بہت کم ایسے افراد تھے جو ان تیروں سے نہ بچے ہوں۔اس موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"قوموا رحمکم اللہ الی الموت الذی لابد منہ فان ھذہ السھام رسل القوم الیکم۔

اُٹھو ! اللہ تم پر رحمت نازل کرے اور اس موت کی طرف بڑھو جس سے فرار ممکن نہیں۔یہ تیر اس قوم کی جانب سے تمہارے لئے (جنگ کا) پیغام ہیں۔خدا کی قسم تم لوگوں اور جنت اور دوزخ کے درمیان بس موت ہی فاصلہ ہے ، جس سے گذر کر تم جنت میں پہنچو گے اور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔" (12)

اصحاب حسینی کی شہادت کے موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے جو کلمات ادا کیے وہ بھی تاریخ میں محفوظ ہیں اور اس موقع کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ہم یہاں چند اصحاب کے وقتِ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے کلمات بیان کرتے ہیں جو ان کے سینوں پر ہمیشہ کے لئے تمغوں کی مانند چمکتے رہیں گے۔حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے ایک صحابی "واضح" نامی ایک ترک غلام کے سرہانے ان کے وقت شہادت تشریف لائے ،انہیں گلے سے لگایا،اپنا دست مبارک ان کے نیچے رکھا اور اپنا چہرہ ان کے چہرے پر رکھا۔"واضح "امام حسین علیہ السلام کی یہ محبت و شفقت بھرا انداز دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور اس اعزاز پر ناز کرتے ہوئے اس طرح کہنے لگے : "من مثلی وابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) واضع خدہ علی خدی۔مجھ جیسا کون ہو گا (جسے یہ اعزاز ملا ہو) کہ فرزندؑ رسول ﷺ نے اپنا رخسار اس کے رخسار پر رکھا ہو؟" (13)اسی عالم میں ان کی روح پرواز کر گئی۔

جب روز عاشور نماز ظہر کا وقت ہوا تو آپؑ کے اصحاب میں حضرت ابو ثمامہ صیداوی نے عرض کیا: اے اباعبداللہ علیہ السلام میں آپؑ کے قربان، یہ گروہ ہمارے نزدیک ہوگیا ہے مجھے آپؑ سے پہلے قتل ہونا چاہئے میں چاہتا ہوں کہ نماز سے فراغت کے بعد خدا سے ملاقات کروں۔ امام حسین علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم نے نماز کی یاد دلائی ہے۔ خدا تمھیں نماز گزاروں میں شمار کرے۔

پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے زہیر ابن قین اور سعید بن عبداللہ سے فرمایا کہ میں نماز ظہر پڑھنا چاہتا ہوں تم سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ نصف اصحاب کے ساتھ امام حسین علیہ السلام نے نمازِ خوف ادا کی۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو سعید بن عبداللہ دشمنوں کی تیر بارانی کی وجہ سے زمین میں گرے اور کہا: خدا اس گروہ پر ایسے ہی لعنت کر جس طرح قوم ثمود و عاد پر کی تھی اور اپنے رسول ﷺ پر رحمت نازل فرما، نیز کہا: پالنے والے یہ زخم میں نے تیرے رسول ﷺ کے بیٹے کی نصرت میں تجھ سے ثواب حاصل کرنے کے لئے کھائے ہیں۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کرکے فرمایا: اے فرزندؑ رسول ﷺ کیا میں نے اپنا عہد پورا کر دیا؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! تم بہشت میں میرے آگے آگے ہوگے۔ اصحاب حسینی نے اس موقع پر عرض کی: "ہماری جانیں آپؑ پر قربان۔ ہمارا خون آپؑ کے خون کا محافظ۔ خدا کی قسم ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے اس وقت تک آپؑ اور آپؑ کے حرم کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتی۔"

مقتل عوالم اور مقتل خوارزمی کے مطابق جب بھی کوئی صحابی میدان کی طرف جاتے تو آپؑ سے یہ کہہ کر وداع ہوتے: "السلام علیك..." اور امامؑ جواب میں فرماتے وعلیك السلام... (اور تم پر بھی ہمارا اسلام ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے ہی آرہے ہیں) اور پھر اس آیت کی تلاوت فرماتے: "فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۔ ان میں سے بعض نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اور بعض اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد و پیمان میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔" (14)

جب حضرت مسلم بن عوسجہ اپنے ہی خون میں نہا کر زمین پر گرے تو ان میں زندگی کے کچھ آثار باقی تھے کہ امام حسین علیہ السلام آپ کے سرہانے تشریف لائیے اور ان کے پاس بیٹھ کر فرمایا:۔۔۔۔ "اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ اے مسلم!" پھر قرآن مجید کی یہی آیت یعنی سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۳ کی تلاوت کی۔ اس موقع پر حضرت حبیب ابن مظاہر نے مسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے مسلم! تمہارا مارا جانا میرے لئے گراں ہے لیکن تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم چند ہی لمحوں میں جنت میں ہوگے۔" حبیب نے مزید فرمایا: "اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ آپ کے کچھ دیر بعد میں بھی قتل ہو جاؤں گا تو آپ سے کہتا کہ اگر کوئی وصیت ہے تو مجھے بتایئے۔" تو لہوف میں منقول ہے کہ:

"فقال له مسلم فانی أوصیك بهذا وأشار الی الحسین علیه السلام فقاتل دونه حتی تموت۔

مسلم نے امام حسین علیہ السلام نے طرف اشارہ کرکے انتہائی نحیف آواز میں کہا: "میری وصیت یہ ہے کہ ان سے پہلے جان دینا۔" (15)

حبیب ابن مظاہر نے فرمایا: "میں آپ کی وصیت پر عمل کروں گا۔" ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ مسلم بن عوسجہ کی روح پرواز کر گئی اور وہ دوسرے شہدائے کربلا سے جاملے۔ مسلم بن عوسجہ کا حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق حبیب سے یہ کہنا کہ ان سے پہلے اپنی جان دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے یہ فرض سمجھتے تھے کہ وہ اور اصحاب حسین حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کی آلؑ سے پہلے ان پر فدا ہو جائیں۔ اسی طرح جب حضرت حبیب ابن مظاہر نے جام شہادت نوش کیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے بے سر اور زخموں سے چور چور بدن کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا: "میری اور میرے اصحاب کی قربانی اللہ کی رضا کے لئے ہے۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام کے جاں نثار اصحاب میں حضرت ابو ثمائمہ صائدی بھی شامل ہیں۔ جب انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نماز ظہر ادا کی تو دوسرے اصحاب سے پہلے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

''اے اباعبداللہ علیہ السلام! میری جان آپؑ پر فدا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ شہید ہونے والے اپنے ساتھیوں سے جاملوں۔ میرے لئے انتہائی ناگوار ہے کہ میں زندہ رہوں اور آپؑ کو آپؑ کے اہل و عیال کے درمیان تن تنہا قتل ہوتا دیکھوں۔''

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: ''بڑھو، آگے بڑھو۔ جلد ہم بھی تم سے آملیں گے۔'' امامؑ کی اجازت ملتے ہی ابو ثمامہ نے دشمن پر حملہ کیا اور شدید جنگ کی۔ پھر شہید ہوگئے۔ ابو ثمامہ نے یہ فرض سمجھا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتا نہ دیکھ سکیں۔ لہٰذا انہوں نے اس بات کو ترجیح دی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے پہلے وہ شہید ہو جائیں۔ عمرو ابن قرظتہ کعبی نے بھی دوران نماز تیر کھائے اور نماز کے بعد امامؑ سے بھی وہی سوالات کیے جو سعید نے کیے تھے اور امامؑ نے بھی وہی جواب دیا جو سعید کو دیا تھا۔ پھر مزید فرمایا: ''رسول اکرم ﷺ کو میرا اسلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ میں بھی تمہارے بعد آرہا ہوں۔''

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک صحابی ابوشعساء کا شمار کوفہ کے معروف تیر اندازوں میں ہوتا تھا۔ وہ عمر ابن سعد کے لشکر میں شامل تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی روز عاشور تقریر کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ امامؑ کی کسی تجویز یا مثبت جواب نہیں دیا جارہا تو آپ لشکر حسینی میں شامل ہوگئے، وہ جناب حُر سے پہلے لشکر حسینی میں شامل ہوئے تھے۔ پہلے وہ سوار ہو کر میدان جنگ میں گئے اور جب ان کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے گئے تو خیموں میں کی جانب واپس آئے اور خیموں کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر سو تیر، جو ان کے ترکش میں موجود تھے، سب کے سب لشکر یزیدی کی جانب مارے، اس موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے انہیں دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''اے اللہ! ان کے تیروں کو نشانے پر لگا اور ثواب میں جنت عنایت فرما۔'' تیر ختم ہونے کے بعد ابوشعساء اٹھے اور کہا: میرے تمام تیروں میں سے صرف پانچ تیر خطا گئے اور باقی سب ٹھیک ٹھیک نشانوں پر دشمن کو لگے۔ اس کے بعد انہوں نے تلوار لے کر یزیدی لشکر پر حملہ کیا اور شہادت کے درجے پر فائز ہوگئے۔

حُر بن یزید ریاحی پہلے لشکر یزیدی میں شامل تھے، پھر وہ لشکر حسینی میں شامل ہوگئے۔ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ: میں نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ یہ لوگ معاملے کو اس حد تک لے جائیں گے اور سچ مچ آپؑ سے جنگ کرنے لگیں گے، ورنہ ہر گز ان کا ساتھ نہ دیتا۔ میں نے آپؑ کے خلاف جو جو کام کیے ہیں اور آپؑ کا راستہ روکا ہے اب ان سب خطاؤں سے توبہ کے لئے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور اس بات کا عزم کرتا ہوں کہ مرتے دم تک آپؑ کی مدد کروں گا اور آپؑ کے قدموں میں جاں نثار کردوں گا۔ کیا آپؑ میری توبہ قبول فرمائیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: ''ہاں! اللہ تمہاری توبہ قبول کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''۔ حضرت حُر نے حضرت زہیر کے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ کیا۔ ان میں سے جو کوئی دشمن کے محاصرے میں چلا جاتا تو دوسرا محاصرہ توڑ کر اسے دشمن کے حصار سے آزاد کرالیتا۔ یہاں تک کہ حُر کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ انہوں نے گھوڑے سے اُتر کر پیدل ہی جنگ جاری رکھی۔ جب ان کے ہاتھوں دشمن کے چالیس سے زیادہ افراد قتل ہو چکے تو دشمن کے ایک پیدل گروہ نے ان پر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں وہ زخمی ہو کر گر پڑے۔ اس موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے چند ساتھیوں نے ان کے نیم جاں جسم کو قتل گاہ سے اُٹھا کر اس خیمہ کے پاس رکھ دیا جہاں شہداء کی لاشیں رکھی تھیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے نیم جاں جسم کے قریب تشریف لائے جبکہ ان میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی اور آپ نے فرمایا:

''یہ (اہل کوفہ) ایسے ہی قاتلوں کی مانند ہیں جیسے انبیاء اور اولاد انبیاء کے قاتل ہوتے ہیں''۔ اس کے بعد آپؑ حُر کے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کے چہرے پر خون اور مٹی کو صاف کرتے ہوئے فرمایا: ''أنت الحر كما سمتك أمك أنت الحر ان شاء الله في الدنيا والآخرة۔ تم آزاد مرد ہو، جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام حُر (یعنی آزاد) رکھا تھا۔ تم اس دنیا اور آخرت دونوں میں آزاد ہو۔'' (16)

حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرت حُر کے متعلق یہ فرمانا کہ تم حُر ہو یعنی "تم آزاد ہو"۔ بڑا پُر معنی اور بلیغ جملہ ہے۔ یعنی تم دراصل اب حُر بنے ہو۔ تم نے لشکر حسینی میں شامل ہو کر دراصل حُریت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب تم لشکرِ حسینی میں ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں میں حُر (آزاد مرد) بن گئے ہو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک ساتھی زہیر ابن قین جب دشمن پر حملہ کرکے واپس تشریف لائے تو انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ میں جانے کی اجازت طلب کرتے ہوئے فرمایا:

"میری جان آپؑ پر فدا ہو، اے ہدایت یافتہ اور ہادی آج میں آپؑ کے جد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں گا، حسن علیہ السلام ، علی مرتضٰی علیہ السلام اور دوپروں والے مسلح جواں مرد (جعفر طیارؓ) سے ملوں گا۔ اسد اللہؑ، حمزہؓ سے بھی جو ہمیشہ زندہ رہنے والے شہید ہیں۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا: "تمہارے بعد میں بھی اس سے ملاقات کروں گا"۔ جب وہ شدید زخمی ہو کر کربلا کی سرزمین پر گرے تو حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا: "خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور نہ رکھے، اے زہیر! اور تمہارے قاتلوں پر لعنت کرے۔ ایسی لعنت جو گزشتہ قوموں پر کی گئی تو وہ بندر اور سور کی شکل میں مسخ ہو گئے۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے زہیر کے قاتلوں پر اللہ کی جو لعنت بھیجی وہ ان پر تا روز قیامت برستی رہے گی اور ان قاتلوں کی حمایت کرنے والے بھی اس لعنت میں ہمیشہ ہمیشہ شامل رہیں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک ساتھی حنظلہ شبامی بھی تھے، آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذن جہاد لینے کے لئے فرمایا: "کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جاؤں اور اپنے بھائیوں سے جا ملوں جو جنت میں میرے منتظر ہیں۔" حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں، جاؤ اس طرف جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سے سب بہتر ہے، ایسی سلطنت جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔" حنظلہ نے دشمنوں پر حملہ کیا اور بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے دو جاں نثار ساتھی سیف بن حارث اور مالک بن عبد جو ایک دوسرے کے چچازاد بھائی تھے، اس وقت کربلا پہنچے جب ابھی کوفہ اور کربلا کے درمیان آمد و رفت پر پابندی نہیں لگی تھی۔ عاشور کے دن وہ دونوں دشمنوں کی کثرت اور امام حسین علیہ السلام کے اعوان و انصار کی قلّت دیکھ کر رونے لگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ جب امامؑ نے انہیں روتا دیکھا تو فرمایا: "اے میرے بھائیوں کے بیٹو! کیوں رو رہے ہو؟ خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ کچھ دیر کے بعد تمہاری آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ جائے گی (جنت میں داخل ہو کر خوشی اور مسرت ملے گی)۔" ان دونوں جوانوں نے عرض کیا:

"اے فرزندؑ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہماری جان آپؑ پر فدا ہو، خدا کی قسم! ہم اپنے لئے نہیں رو رہے بلکہ آپؑ کے لئے رو رہے ہیں کہ دشمن نے آپؑ کو گھیرا ہوا ہے اور ہم اپنی جان دینے کے سوا، آپؑ کے دفاع کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔" جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کی یہ فداکاری دیکھی تو ارشاد فرمایا: "اللہ تمہارے اس احساس و ادراک اور میری اس مدد و نصرت کے صلے میں تمہیں متقی اور پرہیز گاروں کا ثواب عنایت فرمائے۔" پھر ان دونوں نے ایک ساتھ جنگ شروع کی اور شہید ہو گئے۔ انہیں اس بات کا کوئی افسوس نہیں تھا کہ وہ مارے جائیں گے بلکہ اصل افسوس و ملال اس بات پر تھا کہ وہ اپنے مولا و آقا حضرت امام حسین علیہ السلام کے دفاع کے لئے سوائے جان دینے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے اس احساس کی بدولت انہیں دعا دی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک جون بن حری تھے جو دراصل حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام تھے اور ان کے بعد اہل بیتؑ کے خدمت گزار بن گئے تھے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانے میں ان کے ساتھ رہے اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ وہ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا کے سارے راستے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

جب عاشور کے دن جنگ میں شدت آنے لگی تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن جہاد طلب کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "اے جون ! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے (کہ یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی جان کی حفاظت کرو) کیونکہ تم سکون اور عافیت کی زندگی بسر کرنے کے لئے ہمارے ہمراہ آئے تھے، اب ہماری وجہ سے اپنے آپ کو خطرے میں مبتلا نہ کرو۔" جون نے اپنے آپ کو امامؑ کے قدموں میں گرادیا اور ان کے قدم چومتے ہوئے عرض کیا: "اے فرزندؑ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا یہ ممکن ہے کہ راحت اور آرائش کے ایام میں تو میں آپؑ کے ساتھ رہوں اور اور بُرے دنوں میں اور مشکلات اور دشمنوں کے درمیان آپؑ کو تنہا چھوڑ کر چلا جاؤں ؟ہاں ! میرے بدن سے بدبو آتی ہے، میرا حسب پست ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے۔ اب مجھ پر احسان کیجئے تا کہ میرے بدن سے خوشبو آئے، میرا رنگ سفید ہو جائے اور میں عزت و شرافت حاصل کر سکوں۔ خدا کی قسم ! میں ہر گز آپ سے جدا نہ ہوں گا، یہاں تک کہ میرا یہ سیاہ خون آپؑ کے خون سے مل جائے۔ "

حسین ابن علی علیہ السلام نے یہ جذبہ وفاداری دیکھ کر انہیں جنگ کی اجازت دے دی۔ جب وہ زخم کھا کر زمین کربلا پر گرے تو امامؑ خود ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے قریب بیٹھ کر ان الفاظ میں انہیں دعا دی:

"اللهم بيض وجهه وطيب ريحه واحشره مع الأبرار وعرف بينه وبين محمد وآل محمد۔"

"اے اللہ ! اس کے چہرے کو منور کر دے، اس کے بدن کو معطر کر دے، اسے اپنے نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما اور محمدؐ وآلؑ محمدؐ اور اس کے درمیان زیادہ سے زیادہ آشنائی اور واقفیت قرار دے۔" (17)

جون جانتے تھے کہ ان کا حسب پست ہے، ان کا رنگ سیاہ ہے اور ان کے بدن سے بدبو آتی ہے لیکن نصرت حسین علیہ السلام میں اپنی جان فدا کرنے کے لئے تیار تھے۔ اسی لئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ان کی شہادت کے وقت ان کے لئے ایسی ہی دعا کی کہ جس کے وہ صحیح معنوں میں مستحق تھے۔ شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد میں نقل کرتے ہیں کہ جب اصحاب حسینی یکے بعد دیگرے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت لے کر اور داد شجاعت دے کر شہید ہو چکے اور آپؑ کے خاص اہلبیتؑ کے علاوہ کوئی آپؑ کا دفاع کرنے والا نہ رہا تو اہلبیتؑ کی باری آئی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو اصحاب میسر آئے انہوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کر دی۔ انہوں نے جس عزم کا اظہار کیا کہ وہ حسین ابن علی علیہ السلام کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جائیں گے، اپنے وعدے کو احسن طریقے سے نبھایا اور حق وفاداری ادا کرتے ہوئے شہید ہو کر دین حق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید کر گئے۔

حوالہ جات

1۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعة و تصحیح وضبط : نخبة من العلماء الأجلاء، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات - بیروت لبنان، قوبلت ہذه الطبعة علی النسخة المطبوعة بمطبعة "بریل" بمدینة لندن فی سنة ۱۸۷۹م - ج ۴ - ص ۲۶۴

2 ۔ القرآن، احزاب ۳۳۔ آیت ۲۳

3 ۔ ابن طاووس، سید، اللهوف فی قتلی الطفوف، مصادر سیرة النبی والائمة، الأولی، ۱۴۱۷، مهر، أنوار الهدی - قم - ایران - ص ۵۵

4۔ مقتل الحسین (ع)، أبو مخنف الأزدی، تعلیق : حسین الغفاری، مطبعة العلمیة - قم - ص ۱۰۹

5۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۶ - ۱۹۶۶م، دار صادر - دار بیروت، دار صادر للطباعة والنشر - دار بیروت للطباعة والنشر - ج ۴ - ص ۵۸

6۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعة و تصحیح وضبط : نخبة من العلماء الأجلائ، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعة علی النسخة المطبوعة بمطبعة "بریل" بمدینة لندن فی سنة۱۸۷۹م۔ج ۴ - ص ۳۱۸

7۔ محسن الأمین، سید، لواعج الأشجان، ۱۳۳۱، مطبعة العرفان - صیدا، منشورات مکتبة بصیرتی - قم - ص ۱۱۹

8۔ شیخ المفید، الارشاد، مؤسسة آل البیت علیهم السلام لتحقیق التراث، الثانیة، ۱۴۱۴ - ۱۹۹۳م، دار المفید للطباعة والنشر والتوزیع - بیروت - لبنان - ج ۲ - ص ۹۲

9۔ عبد اللہ البحرانی، شیخ، العوالم، الامام الحسین (ع)، مدرسة الامام المهدی (ع)، الأولی المحققة، ۱۴۰۷ - ۱۳۶۵ش، أمیر - قم - ص ۲۴۴ - ۲۴۵

10۔ ہاشم البحرانی، سید، مدینة المعاجز، مؤسسة المعارف الاسلامیة باشراف الشیخ عزة اللہ المولائی، الأولی، ۱۴۱۴، ۱۱۴۱۴، حافظ، مؤسسة المعارف الاسلامیة - قم - ایران - ج ۴ - ص ۲۱۵

11۔ أحمد حسین یعقوب، کربلاء، الثورة والمأساة، الأولی، ۱۴۱۸ - ۱۹۹۷م، الغدیر للطباعة والنشر والتوزیع - بیروت - لبنان - ص ۲۹۹

12۔ عبد اللہ البحرانی، شیخ، العوالم، الامام الحسین (ع)، مدرسة الامام المهدی (ع)، الأولی المحققة، ۱۴۰۷ - ۱۳۶۵ش، أمیر - قم، ص ۲۵۵

13۔ محمد السماوی، شیخ، أبصار العین فی أنصار الحسین (ع)، تحقیق: الشیخ محمد جعفر الطبسی، الأولی، رمضان المبارک ۱۴۱۹ - ۱۳۷۷ ش، مطبعة حرس الثورة الاسلامیة، مرکز الدراسات الاسلامیة لممثلیة الولی الفقیہ فی حرس الثورة الاسلامیة - ص ۹۶

14۔ القرآن، سورۃ احزاب ۳۳ - آیت ۲۳

15۔ ابن طاووس، سید، اللهوف فی قتلی الطفوف، الأولی، ۱۴۱۷، مہر، أنوار الهدی - قم - ایران - ص ۶۴

16۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعة و تصحیح وضبط : نخبة من العلماء الأجلائ، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعة علی النسخة المطبوعة بمطبعة "بریل" بمدینة لندن فی سنة۱۸۷۹م - ج ۴ - ص ۳۲۵

17۔ محمد السماوی، شیخ، أبصار العین فی أنصار الحسین (ع)، تحقیق، الشیخ محمد جعفر الطبسی، الأولی، رمضان المبارک ۱۴۱۹ - ۱۳۷۷ ش، مطبعة حرس الثورة الاسلامیة، مرکز الدراسات الاسلامیة لممثلیة الولی الفقیہ فی حرس الثورة الاسلامیة - ص ۱۷۷